معجزات النبی ﷺ مخطوطہ "الاصطفاء لبیان معانی الشفاء" کی روشنی میں

Miracle of Prophet Muḥammad (S.A.W) in light of Manuscript "Al-Iṣṭifā libayān Ma'ānī Al-Shifā"

ضیاء الرحمن[i] ڈاکٹر ضیاء اللہ الازہری[ii]

Abstract

What has bestowed upon the Prophets is known as miracle because laymen lack this power. It has two types. One of them although, is in the limitation of human power but they surrender to do so. Such act of powerlessness on behalf of laymen is clear sign that it is the only power of God. As Jews were abstained from killing themselves. Another type is that act which beyond human power in the sense that they cannot bring its resemblance as to bring to life the death. Also, the miracles of our Holy Prophet Muḥammad (S.A.W) are categorized into two types. The first includes those miracles which are completely known and transmitted with continuity as the Holy Qurān which is free of any doubts and differences. Other type of miracles is the one in which the message was reached to us with uncertain and least verified evidences unlike the first one. The later one is of two kinds; one is the type wherein the matter is well-known and narrated by so many narrators. For instance, as the water spouted out between the fingers of our Holy Prophet Muḥammad (S.A.W). Another kind is of wherein the narration is conveyed only by one or two narrators as the miracle of splitting of the moon. In this article this issue has been discussed critically.

Keywords: Miracles, Types of Miracles, the Holy Prophet Miracles & their Kinds, Manuscript

تمہید

اسلامی ضابطہ حیات کو اعتقادی و عملی طور پر اپنانے اور اس کا مکمل فہم وادراک حاصل کرنے کے لئے قرآنِ مجید اور احادیث رسول ﷺ کی طرف رجوع کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ ان دونوں سے اعتقادی اور عملی اصول واحکام

i پی ایچ-ڈی ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف سیرت سٹڈیز، یونیورسٹی آف پشاور

ii سابق چیئرمین، ڈیپارٹمنٹ آف سیرت سٹڈیز، یونیورسٹی آف پشاور

کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ اسی وجہ سے دونوں کے احکام کو اسلامی شریعت کا بنیادی مصدر و منبع ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ قرآن مجید ان احکام کا اجمال اور احادیث و سیرت رسول ﷺ ان کی تفصیل و توضیح اور شارح و ترجمان ہیں۔ یعنی دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ احادیث و سیرت رسول ﷺ کی اس ضرورت و اہمیت اور عظمت و رفعت کے پیشِ نظر آغازِ اسلام ہی سے مسلمانوں نے انہیں پوری محنت اور اخلاص و عقیدت سے سمجھنے اور عملی زندگیمیں اپنانے کے ساتھ ساتھ محفوظ و مدون کرنے کا اہتمام بھی کیا۔ اسی سلسلے میں علامہ شمس الدین محمد الدلجیؒ نے بھی سیرتِ رسول ﷺ پر پانچویں صدی ہجری میں تحریر کی گئی قاضی عیاض المالکیؒ کی مشہور کتاب "**الشفاء بتعریف حقوق المصطفی**" کی ایک شرح "**الاصطفاء لبیان معانی الشفاء**" کے نام سے تحریر کی۔ جو اس کتاب کی دیگر شروحات میں ایک نمایاں مقام کی حامل ہے۔ آپ 860ھ میں مصر کے ایک گاؤں "دلجہ" میں یتیم پیدا ہوئے۔ کم عمری میں قرآنِ مجید حفظ کیا؛ اپنے چچا کے ساتھ اول قاہرہ پھر تن تنہا دمشق تشریف لے گئے۔ جہاں تیس سال کا طویل عرصہ گزار کر اس وقت کے جید علماء کرام سے اکتساب فیض کیا۔ آپ کے اساتذہ میں قاضی ناصر الدین، حافظ برھان الدین اور شمس الدین السخاوی رحمھم اللہ کے نام آتے ہیں۔ آپ نے 947ھ میں وفات پائی۔

کاتبِ چلپیؒ نے اپنی کتاب "کشف الظنون" میں "الشفاء" کی تقریباً 35 سے زائد شروحات کا ذکر کیا ہے۔ جن میں سے اکثر شروحات آج کل نادر و نایاب ہیں اور تراجم کی کتابوں میں ذکر کے علاوہ ان کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ بنا بریں گزشتہ سطور میں انتہائی ثقہ اور مستند مصادر و مراجع سے نقل کی جانے والی معلومات سے آشکارا ہو جاتا ہے؛ کہ زیرِ تحقیق وتدوین مخطوطہ قاضی عیاض المالکیؒ کی "الشفاء" کی چند پہلی شروحات میں سے ضرور ہے؛ البتہ سرزمینِ مصر میں لکھی جانے والی شروح میں حتمی اور قطعی طور پر یہی سب سے پہلی شرح ہے؛ لہذا اِس بنیادی کتاب (Original source) کو علمی و تحقیقی انداز میں منظرِ عام پر لانا وقت کی اشد ضرورت ہے۔ ذیل میں مخطوطہ "الاصطفاء لبیان معانی الشفاء" کی روشنی میں معجزات اور اس کی اقسام کے بارے مفصل تحقیق پیش کی جاتی ہے۔

معجزہ

معجزہ اس خارقِ عادت امر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالی کسی نبی یا رسول کے دست مبارک پر ظاہر فرمادے؛ بایں معنی وہ امر اس پیغمبر کی رسالت کی سچائی کی شاہد ہو۔ بالفاظِ دیگر معجزہ عجز سے ماخوذ ہے جو قدرت کے مقابل ہے اور اعجاز کی حقیقت

مرسل الیھم کے عجز کو ثابت کرنا ہے، جسے اول اظہارِ عجز کے لئے استعارہ کیا گیا، پھر اس کی نسبت ان خوارق کی طرف کی گئی جو اظہارِ عجز کا سبب ہیں اور اسے معجزہ کا نام دے دیا گیا[1]۔

بالفاظِ دیگر جو خارق عادت نشانیاں انبیاء علیہم السلام لے کر آئے ہیں ان کو معجزہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق ان جیسے خارق العادت امور کا مثل لانے سے عاجز ہے تو مخلوق کا اس سے عاجز ہونا ہی اس کو معجزہ نام دینے کا سبب ہوا۔ یعنی معجز ہو وہ خلافِ عادت امر ہے جس کے ذریعے ہر پیغمبر نے اپنی قوم میں سے ان لوگوں کو چیلنج کیا جنھوں نے ان کو جھٹلایا۔ مزید برآں معجزات اسی نوع سے ہم آہنگ ہوتے تھے جس نوع پر ان پیغمبروں کی قومیں ہوتی تھیں۔ سو ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی بعثت ایسے لوگوں میں ہوئی جو فصحاء اور بلغاء تھے بلاغت ان کی گھٹی میں شامل تھی وہ کلام کے تمام موارد و مصادر سے بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے ان لوگوں کو قرآن کریم کی ایک مختصر سی سورت کے ذریعہ چیلنج کیا جو کم الفاظ کے جامہ میں بہت سے معانی پر مشتمل ہے تو وہ سب کے سب جنہوں نے آپ ﷺ کی مخالفت کی؛ اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز و لاجواب ہو گئے۔ اسی طرح اللہ تعالی نے قرآن مجید کے علاوہ دیگر بے شمار معجزات کے ذریعہ سے آپ ﷺ کی عزت افزائی فرمائی؛ جن کو مجموعی طور پر آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور نہیں حاصل کر سکا۔

معجزہ کی اقسام

معجزہ کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم جو بشر کی قدرت میں ہو؛ دوسری قسم جو بشر کی قدرت سے بالاتر ہو۔

1) قدرتِ بشر کے تحت ہونا

پہلی قسم میں وہ نوع شامل ہے جس کا قدرتِ بشر کے تحت داخل ہونا ممکن ہے اور بشر کے لئے ان کا لانا ممکن ہے؛ مگر جب لوگ اس کے لانے سے عاجز ہو گئے تو اللہ تعالی کا ان کو اس سے عاجز کرنا ایک ایسا فعل ہے جو اس کے نبی کی سچائی پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ وہ اللہ تعالی کے اس صریح قول کی طرح ہے "صدق عبدی فی دعواھالرسالة" جیسے نظام، معتزلہ اور مرتضی شیعہ میں سے بعض لوگوں کی رائے پر قرآن مجید کی مثل لانے سے فصحاء عرب کو عاجز کرنا۔ ان کا قول ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید کا مقابلہ کرنے سے ان لوگوں کی ہمتیں پھیر دی ہیں حالانکہ وہ اس پر قادر ہیں۔ اور یہ قسم حقیقت میں معجز نہیں ہے اس لئے کہ لوگ اس کا مقابلہ کرنے پر قدرت رکھنے کے ساتھ متصف ہیں لیکن ان کو اس

سے منع کرنا رکاوٹ ہے۔ مگر حق بات یہ ہے کہ لوگوں کا اس سے مقابلہ کرنے سے عاجز ہونا اس کے علو مقام و درجہ کی وجہ سے ہے نیز فصاحت و بلاغت، انوکھے اسالیب اور جزالتِ تراکیب کے اعتبار سے بھی ہے جو ہر مقام میں مقتضی حال کے مطابق ہے، اس بابت قرآن مجید اس انتہاء کو پہنچ چکا ہے جس نے اسے بشر کی طاقت سے نکال دیا ہے اور لوگوں کو اس کے مقابلہ سے عاجز کر دیا ہے جب کہ ان کو اس بات کا علم بھی ہے کہ قرآن مجید بیک وقت وجوہ فصاحت و بلاغت کے متعدد فنون پر مشتمل ہے، مثلاً تاکید، تشبیہ، استعارہ، حسن فواتح و خواتم و فواصل، تقدیم و تاخیر، فصل و وصل وغیرہ؛ اس کے ساتھ ساتھ رکاکتِ لفظ، شاذ، خارج عن القیاس، منتشر اور غیر مانوس الفاظ کے استعمال سے خالی ہونا وغیرہ قرآن کے ایسے انوکھے عجائب اور شاندار غرائب ہیں جن پر بیک وقت سوائے ایک دو انواع کے بلاغت کی بلندیوں پر فائز فصحاء عرب میں سے کوئی ایک بھی قادر نہیں ہو سکا۔ جس کا شاہد علامہ آمدیؒ کا یہ قول ہے:

"عربوں میں سب سے فصیح ترین اور ارباب نظم، نثر و خطب میں سب سے بلیغ ترین ادیبکی غایت یہ ہوتی ہے کہ وہ خود کو انواع بلاغت میں سے کسی ایک قسم کے ساتھ خاص کرتا ہے، بایں طور کہ اگر کوئی شخص اس کے کلام میں اس کا معارضہ کرنا چاہے تو اس کی ہم نوائی نہ کر سکے؛ بصورتِ دیگر وہ اس میں کوتاہی کرنے والا ہو گا[2]۔"

جبکہ قرآن مجید کا اعجاز یہ ہے کہ وہ بیک وقت ان تمام فنونِ بلاغت کو شامل ہے اور جو شخص لغتِ عرب اور فنونِ بلاغت سے اچھی طرح واقف ہو تو اسے قرآن کا یہ اعجاز اچھی طرح معلوم ہو گا۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے اسی کے ذریعہ تمام عرب کو چیلنج کیا اور اس قرآن کی کسی ایک سورت جیسی کوئی سورت لانے کی دعوت دی؛ تو کوئی قادر الکلام شخص اس چیلنج کو قبول نہ کر سکا، باوجود ان کی دعویٰ رسول ﷺ کے جواب کی حرص، ان کی مخالفت و ضرر رسانی اور ان پر غالب آنے اور تکلیف دینے کے؛ اور اس مقصد کے لئے ہر طرح کا حربہ آزمانے کے؛ یہاں تک کہ ان لوگوں نے عاجز آکر لفظی مقابلہ چھوڑ دیا اور تلواروں سے مقابلہ شروع کر دیا۔ بایں معنی قرآن کریم میں کوئی عیب نہ نکال سکے؛ کیونکہ ان کے سامنے قرآن کریم کا حسنِ کمال و جمالِ نظم ظاہر ہو گیا تھا، حالانکہ وہ لوگ اسرار کلام میں انتہائی ماہر و حاذق تھے نیز ان کو اس بات کا اعتراف بھی تھا کہ یہ قرآن جنس بشر کی جانب سے نہیں ہے چنانچہ سردارانِ قریش مثلاً ولید بن مغیرہ وغیرہ نے اس کی اعلی بلاغت، انتہائی براعت اور سلاست و فصاحتِ سے حیران ہو کر اسے جادو قرار دیا؛ اور کہا کہ اس کی اپنی ہی حلاوت ہے اور اس کی ایک اپنی "طِلاوۃ" یعنی عجیب رونق و بہار اور حسن ہے۔ الغرض انہوں نے مقابلہ پر مقاتلہ کو ترجیح دی مگر اللہ تعالی نے اپنے نور کو کامل کرنا تھا لہذا اسے کامل کر کے چھوڑا۔

2) قدرتِ بشر سے خارج ہونا

معجزہ کی دوسری قسم وہ ہے جو انسان کی قدرت سے باہر ہو اور لوگ اس کی مثل لانے پر قادر نہ ہو سکیں جیسے احیاء موتی؛ اس لئے کہ یہ ہمارے افعال کی جنس میں سے نہیں ہے۔ رہا! حضرت عیسی علیہ السلام کی دعا سے ان کے معجزہ کے طور پر اموات کا زندہ ہونا؛ تو یہ حقیقت میں اللہ تعالی کی طرف سے تھا، نہ کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی طرف سے؛ جس کی دلیل یہ آیات کریمہ ہیں:

وأحيي الموتى بإذن الله[3] اور وإذ تخرج الموتى بإذني[4]

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ کے طور پر لاٹھی کو سانپ سے بدلنا؛ جو دوڑتا تھا۔اور چٹان سے "ناقه" یعنی اونٹنی کا نکالنا بغیر کسی واسطہ اور اسبابِ معہودہ کے، یہ حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ تھا؛ ان کی قوم کے سردار جندع بن عمرو نے انہیں تجویز دی تھی کہ وہ "کاثبه" نامی چٹان سے دس ماہ کی حاملہ، بڑے پیٹ اور بہت زیادہ اون والی اونٹنی نکالیں؛ چنانچہ انہوں نے نماز پڑھ کر اپنے رب سے دعا کی تو اس چٹان کو اس طرح درد زہ ہوا؛ جس طرح اونٹنی کو بچہ جنتے وقت ہوتا ہے پھر وہ چٹان پھٹ گئی اور اس سے ایک دس ماہ کی حاملہ، بڑے پیٹ اور بہت زیادہ اون والی اونٹنی نکلی؛ پھر اس اونٹنی نے دیکھتے ہی دیکھتے اپنی جیسی جسامت والا ایک بچہ جن لیا؛ اس کو دیکھ کر جندع بن عمرو اپنے کچھ ہمراہیوں سمیت ایمان لے آیا اور ان کے علاوہ باقی لوگ کفر میں مزید حد سے بڑھ گئے یہاں تک کہ انہوں نے اس اونٹنی کو قتل کر دیا؛ چنانچہ انہیں ایک زلزلہ اور بھونچال نے آلیا جس کے نتیجے میں وہ سب کے سب صبح کے وقت اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے پڑے مر گئے[5]۔

نیز اسی طرح حضرت محمد ﷺ کے متعدد معجزات مثلاً درختوں کا کلام کرنا، انگلیوں مبارک سے پانی کا بہہ نکلنا اور چاند کا دو ٹکڑے ہونا وغیرہ؛ یہ تمام کام اللہ تعالی کے علاوہ کسی کے لئے کرنا ممکن نہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ پر ان معجزات کا صادر ہونا حقیقتاً اللہ کا فعل ہے اور اس کی تکذیب کرنے والے سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ اس جیسا کام کر کے دکھائے؛ اس کو اس سے عاجز ثابت کرنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے معجزات

وہ معجزات جو نبوت کے دلائل اور ان کی سچائی کے براہین میں ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے جیسے چاند کا دو ٹکڑے ہونا، درختوں کا چل کر آنا، پتھروں کا سلام کرنا، کنکریوں کا تسبیح کرنا، کھجور کے درخت کے تنے

کارونا، آپ ﷺ کی پیدائش کی رات کو کسری کے محل کی چودہ بالکنیوں کا گر جانا، بتوں کا گر کر ٹوٹ پڑنا اور بادلوں کا آپ ﷺ پر سایہ فگن ہونا وغیرہ جیسے بے شمار معجزات ہیں جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔

معجزاتُ النبی ﷺ بیک وقت معجزہ کی مذکورہ بالا انواعینی قدرت بشر کے تحت ہونا یا اس سے خارج ہونا دونوں کو شامل ہیں جیسے قرآن کریم جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے کہ لوگوں کا اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہونا قرآن کریم کی لفظی سلاست وفصاحت، اس کی اعلی درجہ کی بلاغت، انتہائی فصاحت، نکھری ہوئی براعت، عمدہ طرز نگارش، انوکھے اسلوب، حسن نظم اور کمالِ معنی وغیرہ امور کی وجہ سے ہے۔

نیز آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام میں سب سے زیادہ معجزوں والے تھے اور ان کی نشانیاں اُن کے مقابلہ میں سب سے زیادہ قوت وغلبہ والی تھیں یعنی آپ ﷺ کی نشانیاں اور معجزات باقی انبیاء علیہم السلام کے معجزات کے مقابلہ میں غالب تھیں۔ اور آپ ﷺ کے براہین بھی ان کے برہان کے مقابلہ میں انتہائی واضح تھے جس کو کثرت کی وجہ سے احاطہ ضبط میں لانا ممکن نہیں۔ چنانچہ ان میں سے صرف کسی ایک معجزہ مثلاً قرآن کی آیات وسورہ کے اعتبار سے ذیلی معجزات کی تعداد شمار کرنا ممکن نہیں؛ بایں وجہ کہ ان میں بلاغت کے کئی فنون اللہ تعالی نے رکھے ہیں، مثلاً اس کا الفاظ قلیلہ کے ساتھ معانی کثیرہ کا فائدہ دینا، انواع تاکید، تشبیہ، استعارہ، فواتح، خواتم، فواصل، تقدیم وتاخیر، فصل ووصل وغیرہ کا حسن؛ نیز لفظی رکاکت، شاذ، خارج عن القیاس اور غیر مانوس الاستعمال الفاظ سے خالی ہونا وغیرہ جن کے معارضہ ومقابلہ پر کوئی بھی قادر نہیں؛ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اس کی ایک سورت بعد ازاں صرف ایک آیت کا مثل لانے کا چیلنج دیا، تو اس سے بھی تمام کے تمام فصحاء عرب عاجز آ گئے۔

رسول اللہ ﷺ کے معجزات کی اقسام

آپ ﷺ کے معجزات بھی دو اقسام پر مشتمل ہیں پہلی قسم جو قطعیت کے درجہ کو پہنچے ہوں اور دوسری قسم جو قطعیت کے درجہ کو نہ پہنچے ہوں۔

1) جو قطعیت کے درجہ کو پہنچے ہوں

پہلی قسم جو قطعیت کے درجہ کو پہنچے ہوں یعنی جسکا قطعی علم ہمیں اس کے کثرتِ طرق سے ہوا ہے نیز اسے ہم

تک تواتر کے ساتھ نقل کیا گیا ہے جیسے قرآن کریم؛ تو رسول اللہ ﷺ کے اس کو پیش کرنے میں نہ شک ہے اور نہ کسی کا اختلاف؛ اور نہ ہی آپ ﷺ کی جانب سے اس کے ظہور میں اور اثباتِ نبوت پر حجت قرآن کے ذریعہ استدلال کرنے میں اور آپ ﷺ کے تمام لوگوں کی جانب رسول ہونے پر کسی کو شک واختلاف ہے۔ اگر کوئی معاند وضدی شخص جو اعتدال کے راستہ سے ہٹا ہوا اور سرکش ہو، اس کا انکار کرے؛ یعنی آپ ﷺ کے اس کو لانے، ان کی طرف سے اس کے ظہور اور اس کے ذریعہ اثباتِ نبوت پر استدلال سے؛ اور حق کو باوجود علم کے رد کرتا ہو؛ تو اس کا یہ انکار ایسے ہے جیسے دنیا میں حضرت محمد ﷺ کے وجود کا انکار کرنا۔ نیز قرآن میں منکرین کا جو اعتراض آیا ہے تو وہ اس قرآن کے آپ ﷺ کے لئے حجت ہونے میں ہے بالکل اسی طرح جیسے ان کا اعتراض وارد ہوا ہے قرآن کے اللہ کا کلام ہونے میں؛ جب انہوں نے قرآن کی بابت کہا أساطير الأولين[6] اور هذا سحر مبين[7] وغیرہ۔

مزید برآں یہ قرآن فی نفسہ جن معجزات پر مشتمل ہے وہ سب معلوم بالضرورۃ ہیں۔ جس کی گواہی دشمنوں نے بھی دی ہے، مثلاً ولید بن مغیرہ جس نے کہا: "اس قرآن کی اپنی ہی حلاوت ہے اور اس کی ایک اپنی ہی رونق و بہار ہے اور یہ کلام بشر نہیں۔" اور اس کی وجہ اعجاز بھی اس کی لفظی سلاست وفصاحت، عظمت وفخامت، ترتیب وتالیف، حسنِ ترکیب کلمات، نظمِ آیات، باکمال اختصار، انوکھے فنون، شاندار اور نکھرے ہوئے فواتح وخواتیم کی وجہ سے ضرورۃ معلوم ہے؛ لہذا اس کا علم دلیل کا محتاج نہیں۔

نیز آپ ﷺ کے دست مبارک پر ایسے معجزات اور خوارق عادات امور کہ ان میں سے کوئی ایک مخصوص معجزہ اگرچہ قطعیت تک نہیں پہنچا، مگر یہ سب مجموعی طور پر قطعیت کو پہنچتے ہیں، لہذا ان معجزات کے معانی آپ ﷺ کے دست مبارک پر جاری ہونے میں کوئی شک نہیں؛ اور یہ سب آپ ﷺ کی سچائی پر دلالت کرنے والے اور ان کی نبوت کے شاہد ہیں۔ اور کسی مؤمن کا اور نہ کسی کافر کا اس بابت اختلاف ہے کہ یہ عجائبات آپ ﷺ کے دست مبارک پر جاری ہوئے ہیں جنہوں نے شدتِ تعجب کی وجہ سے ان کی آنکھیں پھیر دی تھیں۔ البتہ معاند کا اختلاف اس امر میں ہوا ہے کہ یہ عجائب کا فیضان اللہ تعالی کی طرف سے ہوا ہے جو ہر فیض کا مبدأ ہے۔ یا خود اپنی طرف سے! لہذا انہوں نے اسے سحر اور اپنی طرف سے گڑھا ہوا جھوٹ قرار دیا۔ اور ہم پہلے یہ بات بیان کر چکے کہ ان معجزات کا فیضان اللہ تعالی کی طرف سے ہوا ہے اور یہ معجزہ مع تحدی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایسا ہے جیسے اللہ تعالی نے خود فرمایا ہو۔ تو اس طرح کے خوارق کے وقوع کا

علم ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ سے بھیضرورۃ ثابت ہو چکا ہے جو ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں اس لئے کہ ان معجزات کے معانی خوارق عادات ہونے میں متفق ہیں جو ان کا مقابلہ کرنے کے درپے ہونے والے کو لاجواب کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ بالضرورۃ معلوم ہے حاتم طائی کی سخاوت، عنترہ بن شداد عبسی کی شجاعت اور احنف بن قیس یمنی کا حلم وصبر؛ اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک کے متعلق وارد ہونے والی خبریں وواقعات حاتم طائی کی سخاوت، عنترہ کی بہادری اور احنف بن قیس کی بردباری پر متفق ہیں۔

2) جو قطعیت کے درجہ کو نہ پہنچے ہوں

آپ ﷺ کے وہ معجزات جو ضرورت وقطعیت کے درجہ کو نہ پہنچی ہوں؛ وہ دو انواع پر مشتمل ہے۔ ایک نوع جو مشہور اور منتشر ہے یعنی عدد کثیر نے اس کو روایت کیا ہے اور محدثین کے ہاں سنت قولی، عملی اور تقریری کی حفاظت کی خاطر راویان اور ناقلینِ سیر واخبار کے ہاں اس کی خبر پھیل چکی ہو، جیسے آپ ﷺ کی انگلیوں مبارک سے پانی کا پھوٹ پڑنا اور کھانے کا زیادہ ہونا جس پر حضرت انس بن مالکؓ وغیرہ کی حدیث دلالت کرتی ہے[8] نیز کھجور کے تنے کا رونا[9] اور گوہ اور بکری کا بولنا[10] وغیرہ جسے شیخین نے روایت کیا ہے۔

اور دوسری نوع جو نہ مشہور ہے اور نہ منتشر؛ اس کا ذکر صرف تھوڑی سی مخصوص تعداد مثلاً ایک یا دو افراد نے کیا ہے اور دوسری اقسام کی طرح یہ مشہور نہیں ہو سکی؛ لیکن جب اسے اپنی مثل کے ساتھ ملایا جائے تو معنی میں متفق ہو جاتی ہیں جس سے اعجاز مقصود ہوتا ہے، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا کہ ان کے معانی رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر جاری ہونے میں کوئی شک نہیں، اور جب انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملایا جائے تو یہ قطعیت کا فائدہ دیتے ہیں۔ ان معجزات میں سے بہت سارے جیسے درخت کا آپ ﷺ کے پاس چل کر آنا، آپ ﷺ کے ہاتھوں میں کنکری کا تسبیح کرنا اور پتھر کا آپ ﷺ کو سلام کرنا وغیرہ جو آپ ﷺ سے قطعی طور پر معلوم ومنقول ہیں معنیً متواتر ہیں۔

نیز چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا تو یہ متواتر لفظی ہے اس لئے کہ قرآن نے آپ ﷺ کے دست مبارک پر اس کے وقوع پذیر ہونے کی تصریح کی ہے جب مکہ میں قریش نے آپ ﷺ سے ایک معجزہ کا مطالبہ کیا تھا۔ اور اس کے وجود کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اقتربت الساعة وانشقّ القمر[11]

ایک قراءت یوں ہے:

وقد انشقّ یعنی قریب ہو گیا اور قرب قیامت کی نشانیوں میں سے انشقاقِ قمر پایا جا چکا۔

نیز انشقاقِ قمر کی طرح کثرتِ طرق اور صحتِ اسانید میں آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی پھوٹ پڑنا بھی ہے۔ اور کھانے کو زیادہ کرنا وغیرہ بھی اس میں شامل ہے؛ اس قصہ کو ثقہ راویوں کی بہت زیادہ تعداد نے جم غفیر سے اور انہوں نے صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت سے روایت کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ جن حضرات نے مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کی مسجد کے قریب زوراء کے مقام پر پانی پھوٹنے کا واقعہ روایت کیا ہے، ان میں شیخین بھی شامل ہیں جنہوں نے اسے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے [12] اور ایک اور واقعہ جو سفر میں پیش آیا اسے امام بخاریؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے [13] ۔ اور تکثیر طعام کو روایت کرنے والوں میں امام بخاریؒ اور امام نسائی وغیرہ شامل ہیں جنہوں نے اسے شعبیؒ عن جابرؓ سے روایت کیا ہے [14] ۔ نیز ایک تیسرا واقعہ جسے شیخین، امام ترمذیؒ اور امام نسائی نے غزوہ خندق کے دن حضرت ابو طلحہؓ کے قصہ میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے [15] ۔

الغرض صحابہ کرامؓ میں سے کسی سے بھی ان راویانِ قصہ کی مخالفت منقول نہیں ہے اور نہ ہی اس بات کا انکار ان میں سے کسی سے منقول ہے جو ان حضرات سے نقل کی گئی ہے۔ تو ان میں سے کسی ایک کا سکوت ایسے ہی ہے جیسے کسی بولنے والے کا بولنا۔ اس لئے کہ یہ حضرات سکوت علی الباطل اور جھوٹ پر مداہنت سے پاک اور منزہ ہیں کیونکہ یہ حضرات سب کے سب عادل ہیں جو زائغ عن الحق کو درست ہونے پر آمادہ کرتے اور باطل پر اس کی توثیق نہیں کرتے تھے۔ اور نہ ہی وہاں کوئی لالچ اور ڈر ہے جو انہیں روکے اور جو کچھ انہوں نے سنا، اگر وہ ان کے نزدیک منکر اور غیر معروف ہوتا تو وہ اس پر ضرور نکیر کرتے۔

جیسا کہ بعض حضرات نے ایسی بعض اشیاء پر انکار کیا جنہیں کچھ حضرات نے سنن، سیر اور حروف وقراءت قرآن سے متعلق روایت کیا ہے۔ مثلاً حضرت عمرؓ کا ہشام بن حکیم بن حزام پر نکیر کرنا:

"جب انہوں نے انہیں سورۃ الفرقان کو اس طریقہ سے مختلف پڑھتے ہوئے سنا جس طریقہ پر انہیں رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا تھا؛ تو وہ ان کو آپ ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور عرض کیا: میں نے اسے سورۃ الفرقان کو اس طریقہ سے مختلف پڑھتے ہوئے سنا جس طریقہ پر آپ ﷺ نے مجھے پڑھایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: پڑھو ہشام! چنانچہ انہوں نے پڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح اسے نازل کیا گیا ہے پھر فرمایا: تم پڑھو عمر! چنانچہ میں نے پڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح اسے نازل کیا گیا ہے۔ یہ قرآن سات

حرفوں یعنی "سبعة أحرف" کے ساتھ نازل کیا گیا ہے پس جو تمہیں آسان لگے اسی طرح پڑھو[16]۔"

یہ دوسری نوع جسے بہت کم لوگوں نے روایت کیا اور اُس پہلی نوع کی طرح مشہور نہ ہو سکی۔ بایں سببیہ بھی آپ ﷺ کے قطعی معجزات کے حکم میں ہے جو اوپر بیان ہوا۔

مزید برآں جو معجزات بطریق آحاد وارد ہوئے ہیں جب انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملایا جائے؛ تو یہ بھی متواتر معنوی بن جاتے ہیں۔ دن بدن ان کا ظہور اور بڑھتا رہتا ہے جن سے اس ہستی کی تعظیم وتائید مقصود ہوتی ہے اور ان لوگوں کی تذلیل ہوتی ہے جو آپ ﷺ کے ساتھ عناد کی وجہ سے بغض رکھتے ہیں۔ یعنی ان سب کے باوجود ان معجزات کی شہرت وانتشار میں اور ان سے بغض رکھنے والوں کی حسرت اور ذلت میں اور اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اِسی طرح آپ ﷺ کا خبر دینا ان امور کے بارے میں جو مغیبات میں سے ہیں اور آپ ﷺ نے ان کی خبر دی ہے جیسے امام حاکمؒ کی اس حدیث میں:

بلاء يصيب هذه الأمة حتى لا يجد الرجل ملجأ يلجأ إليه من الظلم[17]

اور یہ پیشن گوئی وقوع پذیر ہو چکی ہے۔ اِسی طرح آپ ﷺ کا خبر دینا ان امور کے بارے میں جو آئندہ وقوع پذیر ہوں گے اور وہ غیب میں سے ہیں اور وہ جو ہو چکے ہیں اور معدوم ہیں، ان سب کا آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہونا معلوم ہے جو مجموعی طور پر علم ضروری کے ساتھ خارق عادت ہیں یعنی یہ خبر دینا فی الجملہ قطعی اور یقینی ہے اور ہمارا اس کے بارے میں یہ علم کہ یہ معجزات میں سے ہے کسی نظر وکسب کا محتاج نہیں۔ اور بعید نہیں ہے کہ تواتر کا علم ایک کو حاصل ہو جائے اور کسی دوسرے کو تواتر نقل کے اعتبار سے حاصل نہ ہو۔

خلاصۂ بحث

انبیاء علیہم السلام جو لائے؛ ان کو معجزہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ مخلوق اس کے مماثل لانے سے عاجز ہوتی ہے۔ معجزات دو طرح کے ہوتے ہیں پہلی قسم جو قدرتِ انسانیہ کے انواع میں سے ہوں پھر اس سے وہ عاجز ہو جائیں۔ انکا یہ عجز ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ فعل اللہ تعالی کی طرف سے ہے جو ان کے نبی کی صداقت کی دلیل ہوتا ہے۔ جیسے عرب کے بڑے بڑے فصحاء وبلغاء کا قرآن مجید کے مثل لانے سے عاجز ہو جانا۔ دوسری قسم جو فعل انسانی قدرت سے خارج ہو کہ وہ کسی طرح بھی اس کی مثل لانے پر قادر نہیں۔ جیسے مردوں کا زندہ کرنا، عصائے موسیٰ کا سانپ بننا، اونٹنی کا پتھر سے نکلنا، درخت کا کلام کرنا، انگلیوں سے پانی کے چشمے بہانا اور چاند کے دو ٹکڑے کرنا وغیرہ۔ یہ وہ معجزات ہیں جو ممکن ہی نہیں

کہ کوئی ان کو سوائے اللہ عزوجل کی مدد کے کر سکے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے دستِ مبارک پر ان کا جاری ہونا دراصل اللہ عزوجل کا فعل ہے۔

بعدازاں نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ کے معجزات بھی دو اقسام پر مشتمل ہیں۔ پہلی قسم جو قطعی طور پر معلوم اور ہم تک متواتر منقول ہے جیسے قرآن مجید؛ نہ اس میں کوئی شک ہے اور نہ کوئی اختلاف؛ کہ یہ نبی کریم ﷺ کا لایا ہوا نہیں ہے۔ آپ ﷺ سے اس کا ظہور ہوا؛ اور آپ ﷺ نے ہی اسے اپنی دلیل میں بطور حجت پیش کیا۔ دوسری قسم کہ وہ خبر بداہت اور یقین کے درجہ تک نہ پہنچی ہو۔ اس کی دو انواع ہیں پہلی نوع وہ خبر مشہور اور پھیلی ہوئی ہو؛ اور اس کو متعدد راویوں نے بیان کیا ہو جیسے انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ جاری ہونا اور طعام کو زیادہ کرنا۔ دوسری نوع وہ خبر صرف ایک یا دو راویوں تک محدود و مخصوص ہو اور اتنے کم راویوں نے اس کو بیان کیا ہو کہ وہ حدِ شہرت تک نہ پہنچے جیسے معجزہ شق القمر وغیرہ۔

حواشی وحوالہ جات

1 احمد مختار عمر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ (بیروت: مکتبہ عالم الکتب، 1429ھ/ 2008ء)02: 1460

2 الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، میزان الاعتدال فی نقد الرجال (بیروت: دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، 1382ھ/ 1963ء)01: 439--- ابن خلکان، شمس الدین احمد بن محمد بن ابراہیم، وفیات الاعیان وأنباء أبناء الزمان (بیروت: دار صادر، 1318ھ/ 1900ء)01: 329

3 سورۃ آل عمران 3 : 49

4 سورۃ المائدۃ 5 : 110

5 یحییٰ بن سلام التیمی، تفسیر القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1425ھ/ 2004)02 : 517 --- جاراللہ الزمخشری، محمود بن عمرو، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل (بیروت: دار الکتاب العربی، 1407ھ) 02: 120

6 سورۃ النحل 16: 24---سورۃ الفرقان 25 : 5

7 سورۃ النمل 27 : 31--- سورۃ الزخرف 43 : 30--- سورۃ الاحقاف 46 : 7---سورۃ الصف 61 : 6

8 امام بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ/ 2002ء) کتاب الاطعمۃ(70) باب من اکل حتی شبع (06) حدیث(5381)

9 صحیح البخاری، کتاب المناقب(61) باب علامات النبوۃفیالاسلام(25) حدیث(3583) ---ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی (مصر: مکتبہ مصطفی البابی، 1395ھ/ 1975ء) ابواب الجمعۃ(04)باب ما جاء فی الخطبۃعلیالمنبر(10)

حدیث(505)

10 الطبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط(قاہرہ: دار الحرمین، (س-ن)) باب المیم من اسمہ : محمد(24) حدیث (5996)---البیہقی، احمد بن حسین، دلائل النبوۃ و معرفۃ احوال صاحب الشریعۃ(بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1408ھ / 1988ء)06: 36

11 سورۃ القمر 54 : 1

12 صحیح البخاری، کتاب المناقب(61) باب علامات النبوۃفیالاسلام(25) حدیث(3572)---امام مسلم، ابو الحسن مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم(بیروت: داراحیاء التراث العربی، (س-ن)) کتاب الفضائل(43) باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم (03) حدیث4- (2279)

13 صحیح البخاری، کتاب المناقب(61) باب علامات النبوۃفیالاسلام(25) حدیث(3579)

14 صحیح البخاری، کتاب البیوع(34) باب الکیل علی البائع والمعطی(51) حدیث(2127)---امام نسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب، السنن الصغری للنسائی(حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، 1406ھ/ 1986ء) کتاب الوصایا(30) باب قضاء الدَّین قبل المیراث(04) حدیث(3638)

15 صحیح البخاری، کتاب المناقب(61) باب علامات النبوۃفیالاسلام(25) حدیث (3578)--- صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ (36) باب جواز استتباعہ غیرہ--- (20) حدیث143-(2040)

16 امام شافعی، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس، کتاب الام(بیروت: دار المعرفۃ، 1410ھ/ 1990ء) 02: 183 --- صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا(06) باب بیان ان القرآن علی سبعۃ احرف--- (48) حدیث270- (818

17 العقیلی، ابو جعفر محمد بن عمرو، الضعفاء الکبیر (بیروت: دار المکتبۃ العلمیۃ، 1404ھ/ 1984ء) 04: 259---امام حاکم، محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین(بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1411ھ/ 1990ء) کتاب الفتن والملاحم(46) باب واما حدیث عمران بن حصین(08) حدیث(8438)